



**NUQTAH** Journal of Theological Studies

**Editor: Dr. Shumaila Majeed**

(Bi-Annual)

Languages: Urdu, Arabic and English

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts>

**Published By:**

Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.

**Email:** [editor@nuqtahjts.com](mailto:editor@nuqtahjts.com)

عالم اسلام کو درپیش سیاسی، سماجی و معاشی چلنجز اور ان کا تدارک سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

**Political, Social and Economic Challenges Facing the Islamic world and their Solutions in the light of Seerat-Un-Nabi S.A.W**

**Lutufullah Brohi**

Lecturer, Govt. C&S Degree College Shikarpur, Sindh & Ph.D. Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

Email: [lutfafadil@gmail.com](mailto:lutfafadil@gmail.com)

**Ghulam Hyder Teewno**

Ph.D. Research Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

Email: [ghulamhyder.teewno@usindh.edu.pk](mailto:ghulamhyder.teewno@usindh.edu.pk)



Published online: 30 September  
2025



View this issue

OPEN  ACCESS



Complete Guidelines and Publication details can be found at:

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics>



عالم اسلام کو در پیش سیاسی، سماجی و معاشری چینچھرا اور ان کا تدارک سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

## **Political, Social and Economic Challenges Facing the Islamic world and their Solutions in the light of Seerat-Un-Nabi S.A.W**

### **ABSTRACT**

Every Muslim who cares about the nation is well aware that today's Islamic world is suffering from the worst political crisis, social chaos and economic misery, due to which not only has the journey of development of the nation been degraded and degraded, but also Islamic values such as religious unity, national solidarity, justice and brotherhood are declining. There have been very few periods in human history where religion, civilization and society have simultaneously faced such huge political, social and economic challenges as the Islamic world is facing today. On the one hand, political instability, lack of unity and trust and external interference have worried the Muslim world. On the other hand, social deterioration, injustice, poverty, ignorance and moral decline have deprived the nation of its identity, position and position. Then the intensity of the digital war has made the young generation suspicious of its past, beliefs, orders and Islamic ideology and thought. Being the best nation, adorned with justice, honesty and courage, and bearing the burden of leadership and leadership to lead the world of humanity out of political, social and economic crises, today it stands at a crossroads, bewildered and lost, suffering from political crisis, social chaos and economic instability. This is not because it does not have the means to travel in its bag, or it is a newcomer to the desert and is unfamiliar with the symbols of travel, has no experience of fighting storms, winds and robbers. The truth is the opposite, this traveler has a road map, the footprints of the leader and guide are also there until he leaves the desert of problems and reaches his destination. The one who builds a sanctuary of principles and respect for humanity, this traveler only needs to wake up from his sleep.

**Keywords:** Political, Social, Economic, Challenges, Islamic World, Seerat un-Nabi

## تعارف

ملت کی فکر رکھنے والا ہر مسلمان اس بات سے مخوبی واقف ہے کہ آج کا عالم اسلام پر ترین سیاسی بحران، سماجی انتشار اور معاشری بدحالی کا شکار ہے، جس کی وجہ سے نہ صرف امت کے ترقی کا سفر پستی و اخطا طا کا شکار ہوا ہے، بلکہ دینی وحدت، ملی جمیت، عدل اور بھائی چارہ جیسی اسلامی اقدار بھی زوال پذیر ہو رہے ہیں۔ انسانی تاریخ میں ایسے ادوار بہت کم گزرے ہیں جہاں مذہب، تہذیب اور معاشرے نے بیک وقت اتنے بڑے سیاسی، سماجی اور اقتصادی چیلنجز کا سامنا کیا ہو جتنا آج عالم اسلام کو در پیش ہیں۔ ایک طرف سیاسی عدم استحکام، اتحاد و اعتماد کا فقدان اور بیرونی مداخلت نے مسلم دنیا کو تشویش میں مبتلا کر رکھا ہے۔ تو دوسری جانب معاشرتی بگاڑ، نا انصافی، غربت، جہالت اور اخلاقی اخطا طا نے امت کو اپنی شناخت، مقام اور منصب سے محروم کر دیا ہے۔ پھر ڈجیٹل وار کی شدت نے نوجوان نسل کو اپنی ماضی سے بد ظن، عقائد، احکامات اور اسلامی نظریہ و فکر کے بارے میں تشکیک و تردید میں مبتلا کر دیا ہے۔ بہترین امت ہونے کے ناطے عدالت، امانت اور شجاعت سے مزین ہو کر عالم انسانیت کو سیاسی، سماجی اور اقتصادی بحرانوں سے نکالنے کی قیادت اور امامت کا بادر اٹھانے والا، آج خود سیاسی بحران، سماجی انتشار اور معاشری عدم استحکام کا شکار ہو کر ایک چورا ہے پر حیران و سرگردان کھڑا ہے۔ اس لیے نہیں کہ اس کے تو شہ داں میں زاد سفر نہیں، یادہ صحران وارد ہے اور روزِ سفر سے ناواقف ہے، طوفان، آندھی اور رہزوں سے مقابلے کا تجربہ نہیں رکھتا، حقیقت اس کے بر عکس ہے، اس مسافر کے پاس روڈ میپ ہے، مسائل کے صحراء سے نکل کر منزل یا ب ہونے تک قائد اور رہنماء کے نقوش پا بھی موجود ہیں۔ انسانیت کے لیے اصول و احترام کے حرم تعمیر کرنے والے کو اس مسافر کو بس نیند سے اٹھنے کی ضرورت ہے: بقول شاعر مشرق علامہ اقبال:

معمار حرم باز تعمیر جہاں خیز

از خواب گراں خواب گراں خواب گراں خیز

ان حالات میں سیرت النبی ﷺ ایک ایسا جامع اور ہمہ جہت نمونہ عمل پیش کرتی ہے جو نہ صرف ان چیلنجز کی اصل وجوہات کی نشاندہی کرتی ہے۔ بلکہ ان کے دیر پاؤ اور با معنی حل بھی فراہم کرتی ہے، جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكُ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا“ ۱۔

”تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے، جب تک باہمی بھگڑوں میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کرو داں سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں“،

جب ہم کمک کی سنگلاخ وادی میں نبی کریم ﷺ کی جدوجہد کو دیکھتے ہیں تو ہمیں سیاسی حکمت عملی، معاشرتی عدل اور معاشری توازن کی بہترین مثالیں ملتی ہیں۔ در حقیقت اگر امت مسلمہ عصر حاضر کے چیلنجز کا شعوری طور پر سامنا کرنا چاہتی ہے تو سیرت طیبہ ﷺ اس کے لیے سب سے کامل اور مکمل نمونہ فراہم کرتی ہے آپ کافرمان ہے:

"تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرِيْنَ لَنْ تَضْلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِما: كِتَابَ اللَّهِ، وَسُنْنَةَ نَبِيِّهِ" <sup>2</sup> -

"تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک انہیں مضبوطی سے خام لوگے، ہر گزگراہ نہیں بنو گے، ایک قرآن مجید، اور رسول کی سنت" -

آپ ﷺ نے ہر دور اور ہر حال میں اپنی امت کو زمانے کے بدلتے تقاضوں کے مطابق تیاری، تدبر، علم و حکمت اور عملی جدوجہد کی تلقین فرمائی اور ارشاد فرمایا: "الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَحِيثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا" <sup>3</sup>. ترجمہ: "حکمت کی بات مومن کی گمشده چیز ہے جہاں کہیں بھی اسے پائے وہ اسے حاصل کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے" <sup>4</sup>. نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ آنے والے خطرات اور تبدیلوں کو پہلے سے بجانپ کر حکمت عملی ترتیب دی۔ ہجرت مدینہ اسی بصیرت کی بہترین مثال ہے، جہاں آپ ﷺ نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تاکہ دین کو ایک محفوظ ماحول میں پروان چڑھایا جاسکے۔

### اہمیتِ موضوع

آج کے دور میں اس موضوع پر گفتگو اور تحریر کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ نوجوان نسل ایک فکری بحران کا شکار ہے۔ وہ اپنی شناخت، تہذیب اور مذہبی و رثے سے دور ہو رہی ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کی عملی تطبیق انہیں ایک راستہ دکھان سکتی ہے، ان کے ذہنوں میں پائے جانے والے سوالات کے جوابات فرماہم کر سکتی ہے، اور ان کے دلوں میں ایمان کی حرارت دوبارہ زندہ کر سکتی ہے۔ یہ موضوع ہمیں بطور امت اپنے اجتماعی شعور کو جگانے کا موقع فرماہم کرتا ہے۔ جب ہم سیرت کے آئینے میں اپنے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کا دراک ہوتا ہے۔ یہ احساں زیاد ہی تدارک کے راستے پر گامزن کر سکتا ہے۔ یہ ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم اپنے کردار کو سنواریں، اپنی سوچ کو پاکیزہ بنائیں اور اپنے عمل کو سیرت نبوی ﷺ کے سانچے میں ڈھالیں۔ جب ہم فرد سے قوم کی سطح تک اس اصول کو پہنائیں گے تو یقیناً عالم اسلام کے مسائل کا حل بھی ممکن ہو گا۔

### عالم اسلام کو درپیش سیاسی مسائل اور ان کا حل

#### اسلام کا سیاسی نظام، معاهدات نبوی ﷺ کی روشنی میں

اسلام کا سیاسی نظام کی مخصوص گروہ یا قوم کے مفادات کا محافظ و نگہبان نہیں، بلکہ عدل، مساوات، امانت و دیانت، مشاورت اور انسانی فلاج پر مبنی ایک عالی نظریہ ہے جو فقط تعلیمات اور کسی غیر عملی منصوبہ کی صورت میں نہیں بلکہ وہ تعلیمات کے ساتھ علمی طور پر بھی منتشر تتفاہ اور پس ماندہ اقوام کو منظم اور متحدر کرنے کا سبب بنا ہے، رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ میں ہمیں اسلامی ریاست کی عملی تشکیل، بین الاقوامی معاهدات، سیاسی حکمت عملی اور داخلی نظم و نسق کی بہترین مثالیں ملتی ہیں۔ اسلامی سیاسی نظام کی اساس اور مرکز "اللہ کی حاکیت" ہے۔ اسلامی ریاست میں متفہنہ، عدالیہ، انتظامیہ، سب شریعت الائیہ کے تابع ہوتے ہیں۔ اس میں بلا تفریق افراد کی عزت، جان و مال کو تحفظ اور انصاف فرماہم کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكُفَّارُونَ" <sup>5</sup>

"جو اللہ نے نازل کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ کر کے وہ کافر ہیں"۔

### نیابت الائی (خلافت)

چوں کہ اسلامی ریاست میں تمام امور شریعتِ الائیہ کے تابع ہوتے ہیں، اس لیے اسلامی نظام حکومت کو "خلافت" کہا جاتا ہے جس کا مطلب اللہ کی زمین پر اللہ کے احکامات کے مطابق حکومت کرنا ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

"وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ" <sup>6</sup>

"تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں، ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے، جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا"

رسول اللہ ﷺ نے بھی خلافت کو نیابتِ یعنی اللہ کے احکام کو نافذ کرنے کا ذریعہ بتایا:

"تکون النبوة فيكم ما شاء الله أن تكون، ثم يرفعها الله إذا شاء أن يرفعها، ثم تكون خلافة على منهاج النبوة، فتكون ما شاء الله أن تكون، ثم يرفعها الله إذا شاء أن يرفعها" <sup>7</sup>

"تمہارے درمیان نبوت رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ باقی رہے، پھر جب اللہ چاہے گا اسے اٹھا لے گا۔ پھر خلافت قائم ہو گی نبوت کے طریقے پر، اور جب تک اللہ چاہے گا وہ باقی رہے گی، پھر جب اللہ چاہے گا اسے بھی اٹھا لے گا۔"

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ خلافت کا مقصد بھی وہی ہے جو نبوت کا مقصد تھا یعنی اللہ کے احکام کا نفاذ اور دین کے تقاضوں کا مکمل اہتمام۔

### سیاسی نظام میں شفاقت اور مشاورت

اسلام کا سیاسی نظام آمریت، مطلق العنانی سے ہٹ کر ایک معقول مشاورت اور شفاقت پر مبنی ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی ایک صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ معاملات کو باہمی مشورہ سے طے کرتے ہیں وَشَاعِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ <sup>8</sup> اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر غزوہ بدرا، احد، خندق اور دیگر موقع پر صحابہ کرام سے مشورہ لیا، اور ان کے مشورے کو اہمیت دے کر عملی جامہ پہنایا۔ یہ امت مسلمہ کو عملی سیاست میں "شورائیت" کی اہمیت سکھاتا ہے۔ عدل و انصاف اسلامی سیاست کا نیادی ستون ہے، ریاست کے استحکام کے لیے بلا تفریق عدل و انصاف کی فراہمی لازمی ہے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعُدْلِ وَالْإِحْسَانِ" <sup>9</sup> "بِشَكْلِ اللَّهِ عَدْلٌ وَالْإِنْصَافُ كَحُكْمٍ دِيَتَاهُ" اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ عدل و انصاف کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے اور ان کے دونوں ہاتھ دمکیں ہوں گے یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں، اہل و عیال اور اپنے معاملات میں عدل کرتے ہیں" <sup>10</sup>۔ تمام شہریوں کو بلا امتیاز انصاف فراہم کرنا اسلامی حکومت کا اولین فرض ہے۔

## اسلامی سیاست کا عملی پہلو: ریاست مدینہ کا قیام

رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم کی، اور اس اسلامی ریاست کے اولین اصول درج ذیل مقرر فرمائے:

- یثاق مدینہ کے ذریعے مختلف قبائل اور مذاہب کے درمیان پر امن بقائے باہمی کامعاہدہ کیا۔
- اسلامی قانون کا نفاذ اور عدل و انصاف کو یقینی بنایا۔
- شوریٰ کی بنیاد پر فیصلے کیے۔
- اقلیت کے حقوق کا مکمل تحفظ کیا گیا۔<sup>11</sup>
- ریاست مدینہ کو کمزور کرنے والے عناصر کی سرکوبی کی اور انہیں سخت سزا کی دی "عینشین" اس کی مثال ہے<sup>12</sup>۔
- اسلام کے بنیادی آخذ قرآن و حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام کا سیاسی نظام انسانی زندگی کو عدل، مساوات، مشورہ اور بندگی کے اصولوں کے تحت منظم کرتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل سے ہمیں ایک مکمل سیاسی نمونہ فراہم کر دیا ہے جسے اپنا کر عالم اسلام کو در پیش سیاسی بحران کا خاتمہ کر کے دنیا میں امن و عدل کا حقیقی قیام ممکن بنایا جا سکتا ہے۔

آج دنیا ایک گاؤں (گلوبل) و لیچ کی شکل اختیار کر چکی ہے، ایک اسلامی ریاست کے قیام کے بعد اسے مستحکم اور مضبوط بنانے کے لیے پڑوسی ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات، بین الاقوامی روابط، مختلف سیاسی، عسکری، اقتصادی اور باہمی تعاون پر مشتمل معاهدات کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور یہ آج کے جدید دنیا کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے:

"وَإِن أَسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْنَأْقُّ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ"<sup>13</sup>

"ہاں! اگر دین کی وجہ سے وہ تم سے کوئی مدد مانگیں تو تم پر ان کی مدد واجب ہے، سوائے ان صورت کے جبکہ وہ مدد کسی ایسی قوم کے خلاف ہو جس کے ساتھ تمہارا کوئی معاهدہ ہے"

### معاهدات نبوی: سیاسی حکمت و بصیرت کا عملی مظہر

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ میں متعدد معاهدات ایسے موجود ہیں جن سے اسلامی سیاست کے اصول، تدبیر، مفہومت اور فکری پہنچنگی واضح ہوتی ہے اور آج عالم اسلام جن سیاسی چیلنجز سے نبردازما ہے سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہو کر اس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

### یثاق مدینہ

یہ پہلا تحریری دستور تھا، جس میں مسلمانوں، یہودیوں اور دیگر قبائل کے درمیان ریاستی ذمہ داریوں کا تعین ہوا۔ مذہبی آزادی، عدل و انصاف، دفاعی معاهدات، اجتماعی مفاد اور داخلي امن کے اصول طے کیے گئے اس معاهدہ کی اہمیت

کے بارے میں قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری فرماتے ہیں: "اسی مبارک ارادے کی تکمیل کے لیے اگر کافی وقت مل جاتا تو دنیا پر آشکارا ہو جاتا کہ "رحمة للعالمين" دنیا میں تلوار چلانے کے لیے نہیں بلکہ صلح پھیلانے اور امن قائم کرنے کے لیے آئے ہیں<sup>14</sup>، آج بھی اسلامی ممالک یثاق مدینہ کی مثال کو لے کر اپنی داخلی خلفشار، فرقہ واریت، صوبائیت، لسانیت اور جیسے مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔

### صلح حدیبیہ کے فوائد اور عصر حاضر میں اس کی تطبیق

صلح حدیبیہ چھ بھری میں رسول اللہ ﷺ اور قریش مکہ کے درمیان طے پانے والا ایک اہم معاهدہ تھا جس کی شرائط بادی النظر میں مسلمانوں کے خلاف تھے اور مسلمانوں کی کمزوری کو ظاہر کر رہی تھیں، لیکن حقیقت میں بہت حکمت و بصیرت سے بھر پور معاهدہ تھا، اسلامی تحریک کا ٹرنگ پوائنٹ تھا۔ صلح حدیبیہ سے مسلمانوں کو درج ذیل فوائد حاصل ہوئے:

- جنگ بندی: مسلمانوں کی حیثیت تسلیم کی گئی اور دس سالہ امن معاهدے نے مسلمانوں کو جنگی دباؤ سے آزاد کر دیا۔
- تبلیغ پر توجہ: فرمان رواں کو دعویٰ خطوط بھیج گئے دشمنوں سے میل جول سے اسلام کا پیغام پھیلا۔
- اخلاقی برتری کا مظاہرہ: مسلمانوں نے ثابت کیا کہ وہ خون ریزی سے بچنے اور قیام امن کے لیے ہر طرح کی قربانی دے سکتے ہیں، مسلمانوں سے شرائط نجاحیں جس سے اعتقاد اور وقار میں اضافہ ہوا۔
- سیاسی استحکام اور فتح مکہ مدینہ کی اسلامی ریاست کو مضمونی ملی اور اس معاهدے کی وجہ سے بعد میں فتح مکہ ممکن ہوا<sup>15</sup>

### آج کے دور میں مسلم ممالک کے لیے اس کی عملی تطبیق

اسلامی ممالک کو آج سیاسی بحران اور خارجہ پالیسیوں کے حوالے سے جو مسائل در پیش ہیں صلح حدیبیہ کے دروس پر عمل پیرا ہو کر، صلح آمیز روایہ اختیار کر کے عالمی سطح پر مسلم دنیا کا مثبت تاثر قائم کر سکتے ہیں، امت مسلمہ کے لیے معاشری، تعلیمی اور سائنسی میدان میں ترقی کے موقع ممکن ہو سکتے ہیں، امن سے اسلام کا پیغام مؤثر انداز میں پھیلا یا جاسکتا ہے، اسے سفارتی حکمت عملی کے طور پر اختیار کر کے جس سے مستقبل کے لیے ایک مضبوط پوزیشن حاصل کی جاسکتی ہے۔ غیر حرbi کافر کے ساتھ بہتر تعلقات اور حسن سلوکی سے منع نہیں کیا گیا، اللہ تعالیٰ فرمان ہے کہ:

"لَا يَهْسُكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مَنْ دَيَارُكُمْ أَنْ تَرْوُهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ، إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ" <sup>16</sup>۔

"اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، اس کے ساتھ تم کوئی نیکی یا انصاف کا معاملہ کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو کرتا ہے"

## فرمان رواوں کو دعویٰ خطوط اور عصر حاضر میں اس کی اہمیت

حضور اکرم ﷺ نے صحیح حدیبیہ کے بعد سن چھ بھر میں مختلف بادشاہوں کو خطوط بھیجے تاکہ اسلام کا پرامن اور آفیق پیغام دوسروں تک پہنچے، یہ عمل دعوت کے ساتھ اسلامی سفارت کاری کی بنیاد تھا جو حکمت، بصیرت اور خلپ پر مبنی تھا۔

## دعویٰ خطوط اور عصر حاضر میں ان کی اہمیت

نبی کریم ﷺ نے صحیح حدیبیہ کے بعد مختلف بادشاہوں کو دعویٰ خطوط بھیجے تاکہ اسلام کا پرامن اور عالمی پیغام دنیا کے مختلف خطوں تک پہنچے۔ یہ عمل اسلامی سفارت کاری کی بنیاد تھا، چنانچہ قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں: "جو سفیر جس قوم ک پاس بھیجا گیا وہ وہاں کی زبان جانتا تھا کہ تبلیغ مخوبی کر سکے" <sup>17</sup>۔ اس عمل سے اسلامی ریاست کی حیثیت دنیانے تسلیم کی اور اسلام کے پیغام کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے کا موقع میسر ہوا، مختلف اقوام کو برداشت اسلام کی دعوت ملی، جو آج کے دور میں میڈیا، تعلیمی اسکالر شپ اور سفارتی ذرائع سے بھی ممکن ہے، نبی کریم ﷺ نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ جنگ کے بغیر بھی دعوت کے مؤثر میدان موجود ہیں، اسی طرز عمل سے اسلام مخالف قوتوں کو قائل کر کے اسلاموفوبیا کی وجہ سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کو ختم کیا جا سکتا ہے، آج مسلم دنیا بی کریم ﷺ کی سفارتی حکمت عملی کو اپنا کر عالم اسلام کو درپیش سیاسی بحران، مسئلہ کشمیر، فلسطین اور روہنگیا کو حل کرنے میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔

## سیاسی تحدیات، اسباب اور تدارک

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید پر عمل کرنے کی صورت میں) کے ذریعے کسی قوم کو عروج عطا کرتا ہے اور (پس پشت ڈالنے کی صورت میں) کسی قوم کو زوال دیتا ہے <sup>18</sup> تاریخ اسلام کے مختلف ادوار پر نظر ڈالیں تو ہمیں یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیا ہوتی ہے کہ جب امت مسلمہ نے قرآن و سنت کو اپنی زندگی کا مرکز بنایا، تو وہ دنیا کی ایک عظیم ترین قوت کے طور پر اُبھری۔ لیکن جب اس رشتہ کو کمزور کیا گیا اور اسلامی اصولوں سے انحراف شروع ہوا، تب زوال، انتشار اور غلامی نے امت کو گھیر لیا۔

## سیاسی قیادت کا فائدان اور خلافت کا سقوط

خلافتِ راشدہ کے بعد مسلم دنیا میں رفتہ رفتہ ملوکیت نے جنم لیا، جس سے سیاسی وحدت پارہ پارہ ہوئی۔ خلافتِ عثمانیہ کا سقوط (1924ء) امت مسلمہ کی تاریخ کا ایک ایسا زخم ہے جس نے پوری امت کو بے قیادت اور فکری لحاظ سے منتشر کر دیا۔ اسلامی ریاست کے تصور کو ختم کر کے سیکولر نظام کو مسلط کیا گیا۔ قرآن کا اللہ کا حکم "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَنْفِرُوا" <sup>19</sup>۔ سیرت النبی ﷺ میں مدینہ کی ریاست مسٹکم قیادت کے ساتھ بہترین ماذل ہے، جہاں ریاست کو خارجی درپیش مسائل سے مزاحمت کے ساتھ اندر وہی نظم و نسق، عدل و انصاف اور قیادت کی اعلیٰ صفات موجود

تھیں۔ قرآنی اصول کے مطابق قیادت ایک امت ہے جسے مستحق و قابل افراد کے حوالے کرنے کا حکم دیا گیا۔ اسی طرح نااہل شخص کو قیادت سونپنے کو رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی علامت قرار دیا: "اذ او سدا لام رال غیر اہل فانتظر الساعۃ" <sup>20</sup> جب امارت کسی نااہل شخص کو سونپ دی جائے تو قیادت کا انتظار کرو"

### نوآبادیاتی نظام اور فکری جمود

ستر ہوئی اور اٹھاڑ ہوئی صدی میں یورپی نوآبادیاتی طاقتوں نے مسلم دنیا پر تسلط جمالیا۔ برطانیہ، فرانس، ہالینڈ اور دیگر قوتوں نے اسلامی اقدار کو کمزور کیا، دینی تعلیم کے مرکز کو ختم کیا، اور مغربی تہذیب کو فروغ دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امت نے اپنی علمی، تہذیبی اور سیاسی شناخت کھودی۔

### علمی و فکری اخبطاط

جب مسلمانوں نے اجتہاد، تحقیق اور علوم دینیہ و عصریہ سے کنارہ کشی اختیار کی تو علمی پسمندگی ان کا مقدار بن گئی۔ مدارس و جامعات میں فکر و نظر کی وسعت کے بجائے تکرار اور نقل کو ترجیح دی گئی، تیجتاً امت علمی میدان میں مغرب کی محتاج بن گئی۔

### امت کا باہمی انتشار

سیاسی مفادات، مسلکی تعصبات، قومیت اور لسانی بندیاں پر مسلم دنیا تقسیم ہوتی گئی۔ "امت واحدہ" کا تصور عملًا معدوم ہو گیا۔ ہر قوم، ہر ملک، ہر خطہ اپنے مفادات کی جگہ میں مصروف ہو گیا۔ جب کہ اس کے مقابلے میں اسلامی تعلیمات و حدت امت پر مشتمل تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه ببعضًا" <sup>21</sup>۔ مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے عمارت کی اینٹوں کی طرح ہیں جو ایک دوسرے کے لیے مضبوطی کا باعث ہیں۔

### امکانات اور موجودہ تقاضے

ماضی کی عظمت کو یاد کر کے تسلی حاصل کرنا عمل سے فرار کا ایک بہانہ بن چکا ہے۔ مسلمان اقوام عالمی ترقی میں اپنا حصہ ڈالنے کے بجائے صارف بن چکی ہیں، اور باہمی اتحاد کی شدید کمی ان کی اجتماعی طاقت کو کمزور کر رہی ہے۔ یورپ نے جہاں معاشری اور سیاسی اتحاد کو حقیقت میں ڈھالا، وہاں عالم اسلام کی تنظیمیں محض علامتی حیثیت رکھتی ہیں۔ ماضی میں مسلم ریاستوں پر لشکر کشی، حالیہ مسئلہ فلسطین پر عالمی حکمرانوں کی خاموشی و مسلم حکمرانوں کی بے بسی، مسلم ممالک میں عدم استحکام، داخلی انتشار اور غیر مسلم ممالک کے مضبوط اتحاد سے امت کے لیے آنے وقت میں مزید مشکلات کے امکانات ہیں (اعاذ ناللہ منہا)، انہمار آزادی کے آڑ میں مقدسات کی توہین اور اس عمل کی سرکاری سرپرستی امت مسلمہ کے لیے تشویشناک ہے، ڈجیٹل وار، فیک نیوز، افواہ اور پر و پیگنڈے کے ذریعے اسلامی افواج، مخلص قیادت کے خلاف ہرزہ سرائی

اسلامی ریاستوں کے لیے نئے چینیج بن سکتے ہیں، طاقتوں قوتوں کی اسلامی ممالک کے داخلی امور میں براہ راست مداخلت انتشار اور خانہ جنگی کا سبب بن سکتا ہے۔ ایسی صورت حال کا تقاضا یہ ہے:

- سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں خلفائے راشدین نے سیاسی اصولوں (مشورہ، احتساب، عدل، بیت المال، غیر طبقاتی نظام) کو مضبوط بنیادوں پر آگے بڑھایا، اسلامی ممالک داخلی انتشار کے نتائج کے لیے ان اصولوں کو نافذ العمل بنائیں۔
  - جدید آئینی نظام کے ساتھ پارلمان، عدالیہ، میڈیا اور موقر انظامی اداروں کو شریعت کی روشنی میں ڈھالا جائے۔
  - اوآئے سی بغیر کسی دباؤ کے امت کے لیے آگے آنا چاہیے، یامعالمی سٹھپر متبادل ایک اسلامی بلاک تشکیل دی جائے۔
  - اسلامی سفارت کاری کو بحال اور فعال کیا جائے۔
  - مقدسات کی توبین کروانے کے لیے اقوام متعدد میں باو قار اسلامی موقف پیش کیا جائے۔
  - مسلمانوں کے عالمی مسائل (فلسطین، کشمیر، روہنگیا) پر مشترکہ حکمت علمی اپنانی جائے۔
- امت کی سستی، جود اور غفلت کا چارہ یہی کہ اسے دوبارہ زندہ کیا جائے۔

### سماجی مسائل اور ان کا حل

عالم اسلام اس وقت ایک نازک اور پچیدہ دور سے گزر رہا ہے، جہاں اسے اندر ورنی و بیرونی، فکری و تہذیبی، علمی و اخلاقی اور سیاسی و معاشی کئی سطھوں پر سنگین چینیج کا سامنا ہے۔ ان چینیج میں سے بعض نئی نوعیت کے ہیں تو بعض عشروں سے تسلسل کے ساتھ در پیش ہیں۔ انسیسوی صدی کے وسط میں تھکے ہوئے عالم اسلام کی قیادت کو ایک تازہ دم، عزم و حوصلہ، زندگی و نشاط اور ترقی و سمعت کی صلاحیت سے بھر پور مغربی تہذیب کا مسئلہ سامنے آیا، جو اپنے اسباب و عوامل کی وجہ سے انسانی تاریخ کے طاقتوں تہذیبوں میں شمار ہوتا ہے، جو مسلمانوں کے کمزور ہونے کے بعد مسلسل اپنی ترقی، شعور اور بلندی کی جانب گامزن تھا، مناسب وقت پر نئی شکل و صورت میں ظاہر ہونے کا منتظر تھا اپنے وجود و مزاحمت کی وجہ سے اس تہذیب کے طوفان کی زد میں عالم اسلام ہی تھا۔ جس کے بارے میں مولانا ابو الحسن اللہ ولیٰ فرماتے ہیں: "عالم اسلام سب سے زیادہ اس خطروہ کی زد میں تھا، اس لیے کہ کارگاہ حیات سے قدیم مذاہب کی کنارہ کشی کے بعد اسلام دینی و اخلاقی دعوت کا تہبا علمبردار اور معاشرہ انسانی کا واحد نگران اور محتسب رہ گیا تھا، بہت سے وسیع، سیر حاصل اور زرخیز ممالک اسی رقبہ میں واقع تھے، چنانچہ اس مادی اور میکاگنی تہذیب کے چینیج کا رخ بہ نسبت کسی اور قوم اور معاشرہ کے زیادہ تر عالم اسلام ہی طرف رہا<sup>22</sup>۔ بیسویں صدی کے آخر میں عالمی سیاسی نقشہ میں بڑی تبدیلیاں آئیں، جن میں سرفہرست سوویت یونین کا انہدام، دنیا میں ایک طاقت (امریکہ) کی اجارہ داری، اسلام سے خوف آئیں، اور اسلام کو مغرب کے لیے خطرہ قرار دینا شامل ہے۔ اسی طرح عورت کو ذریعہ بناؤ کر اسلام کے خاندانی نظام کو ہدف بنایا گیا۔

## امت کا داخلی بحران اور اس کا حل

خارجی دباؤ سے قبل داخلی مسائل کی اصلاح ضروری ہے، کیونکہ جس عمارت کی بنیاد کھو گئی ہو، وہ بیرونی طوفانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ علمی، فکری اور معاشی پسمندگی عالم اسلام کو در پیش اہم داخلی چیلنجز ہیں جو خاص توجہ کے مستحق ہیں، مسلمان آج نہ صرف سائنسی و تکنیکی میدان میں پیچھے ہیں بلکہ فکری، اخلاقی اور سماجی اعتبار سے بھی کمزور ہو چکے ہیں۔ یہ قانون فطرہ ہے کہ: "إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ" <sup>23</sup> بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی خود حالت نہ بد لیں" مولانا ابو الحسن ندوی لکھتے ہیں: "اگر مسلمان اپنے دینی، اخلاقی اور فکری اختطاط کو دور نہیں کریں گے، تو کوئی سیاسی یا عسکری قوت ان کو عزت نہیں دلا سکتی" <sup>24</sup>۔

### دہشت گردی اور انہا پسندی

اسلامی دنیا میں دہشت گردی ایک تباہ کن چیلنج کی صورت اختیار کر چکی ہے، جو نہ صرف انسانی جانوں کا زیاد کرتی ہے بلکہ ترقیاتی عمل کو بھی مفلوج کر دیتی ہے۔ بد قسمتی سے بعض شدت پسند گروہ اسلامی شعار کے نام پر یہ ظلم کرتے ہیں، حالانکہ قرآن مجید نے ایک بے گناہ جان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے <sup>25</sup>۔ نبی اکرم ﷺ کو رحمت للعالمین بنائے کر بھیجا گیا، جن کی سیرت امن، روداری اور عدل کا عملی مظہر ہے۔

### اسلام کی غلط تعبیر

اسلام اعتماد، توازن اور رحمت کا دین ہے۔ بد قسمتی سے کچھ لوگ دین کی ایسی تعبیر کرتے ہیں جو یا تو اسے جامد یا سخت گیر اور خونریز بنادیتی ہے۔ دونوں تصورات اسلام کی اصل روح کے منافی ہیں۔ جب کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ اس دین کے صدقے اس امت کو ہی امت و سلطاط اعتماد پسند امت و کذلک جَعَلْنَّكُمْ أُمَّةً وَسَطَّلَ لِتَكُونُوا شَهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ قرار دیا ہے اس فکری انحراف کا نتیجہ یہ ہے کہ امت کو داخلی تفرق، فکری انتشار اور عملی جمود کا سامنا ہے۔

اسلامی شناخت و کلچر کو در پیش چیلنجز کے اثرات

اسلام کی شبیہ کو مسح کرنا اور شکوہ و شہہات پھیلانا

عصر حاضر میں مغربی ذرائع بلاح اور اسلام دشمن طاقیں دانتہ طور پر اسلام، قرآن، سنت، عقیدہ اور شریعت اسلامی کے خلاف منقی پر ایگینڈہ کر رہی ہیں۔ اسلام کو دہشت گردی سے جوڑنا اسی منظم مہم کا حصہ ہے۔

### دینی اخوت کا خاتمه اور قوم پرستی کا فروغ

امت مسلمہ کو آپس میں جوڑنے والی اصل کڑی "اسلامی اخوت" تھی۔ مغربی ذہنیت نے مختلف مسلم اقوام کو دینی نسبت کے بجائے نسلی و قومی شناخت پر ابھار کر ترکی، عربی، تورانی، کرد اور دیگر قومیتوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کا نتیجہ سقوط خلافت عثمانیہ کی صورت میں نکلا، اسلامی نسبت کے مقابلے میں علاقائی تہذیبوں جیسے باہی، آشوری کے احیاء کے نام

پرمزید فتنے کھڑے کر دئے گئے تاکہ امت کی وحدت کو پارہ کیا جاسکے۔ جب کہ اسلامی تعلیمات "تمام مو من آپس میں بھائی بھائی ہیں" <sup>27</sup> کے فلسفے پر کھڑے ہیں۔ اقبال نے بھی یہی ترغیب دی:

بتابِ رنگِ دبو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا  
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی <sup>28</sup>

### قومیت اور وطن پرستی کا منفی رخ

اسلام ایسی قومیت اور وطن پرستی کی حوصلہ افزاں کرتا ہے جو تقویٰ اور بھلائی پر مبنی ہو، جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے: "نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو" <sup>29</sup>۔ جبکہ وہ قومی تعصبات اور جاہلیت پر مبنی نظرے بازی کو سختی سے رد کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اندھی تصب کی بنیاد پر لڑا اور مارا گیا، اس کی موت جاہلیت کی موت ہے" <sup>30</sup>۔

### نسیانی ہزیت اور مغرب سے مرعوبیت

بعض مسلمان فکری نشکست کا شکار ہو چکے ہیں۔ ان کے اندر اسلامی اصولوں پر اعتماد کمزور ہو چکا ہے۔ مغربی تہذیب سے مرعوب طبقہ پیدا ہو چکا ہے جو دنیٰ شخص کو پس پشت ڈال کر مغرب کی نقلی کو ترقی سمجھتا ہے۔

### حدود اللہ کا عدم نفاذ

استعمار نے اسلامی شریعت کو معطل کرنے کے لیے حکمرانوں کو قاتل کیا۔ خلافتِ عثمانیہ کے آخری دور میں مغربی قوانین نافذ کیے گئے، اور مصر میں 1882ء سے فرانسیسی قوانین کا نافذ کیا گیا۔ یہاں تک کہ چودھویں صدی ہجری کے نصف تک پیشتر اسلامی ممالک میں شریعت کا نفاذ صرف نکاح، طلاق اور میراث تک محدود رہ گیا۔ عورت کو گھر سے نکال کر بے پر دگی، آزادی اور بغاوت کا درس دیا جا رہا ہے۔ حجاب پر پابندی، مغربی لباس اور سینما کلچر کو ترقی کے نام پر مسلط کیا گیا ہے، جیسا کہ افغانستان پر قبضے کے دوران مغرب نے پہلے حجاب ہٹایا، نہ کہ تعلیم و صنعت منتقل کی۔

### اسلامی و مغربی نظام حیات کا سماجی ماؤں

اسلام زندگی کے کسی ایک حصہ کو منظم کر کے دوسرے کو مغلوب نہیں کرتا بلکہ اسلام زندگی کے ہر پہلو میں توازن اور اعتدال پیدا کرتا ہے، یہاں ہم اسلامی اور مغربی تصور حیات کے مختلف پہلوؤں کا مختصر شارٹ پیش کرتے ہیں:

| مropicی تصور                     | اسلامی تصور                  | پہلو        |
|----------------------------------|------------------------------|-------------|
| آزادی، خود مختاری، علیحدگی       | حقوق و فرائض، حقوق، عفت، ملک | خاندان      |
| انفرادیت، لا تعلقی               | حقوق ہمسایہ، حسن سلوک        | ہمسایگی     |
| اظہار آزادی کے نام پر سب روا     | حکومت، غیبت، فاشی کی ممانعت  | اخلاقیات    |
| طاقدور کا تحفظ، کمزور کا استعمال | سب کے لیے برابر قانون        | عدل و انصاف |

## الحاد اور دہریت کا فروغ

دشمن کا سب سے بڑا ہدف مسلم معاشروں کی شناخت اور قوت کے سرچشمے کو مٹا دینا ہے۔ ایسی نسل تیار کی جا رہی ہے جو نہ اپنے رب پر ایمان رکھتی ہو، نہ اپنے دین پر فخر، اور نہ کسی چیلنج کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت۔

### فرقہ و ایت اور نفرت انگلیزی کا فروغ

سو شل میڈیا پر مسلکی مناظرے، گالی گلوچ، یکنیر، اور نفرت انگلیز تقاریر عام ہیں، جنہوں نے امت کو مزید تقسیم کر دیا ہے۔ قرآنی تعلیمات اور ارشادات نبوی میں اتحاد و اتفاق پر زور دیا گیا ہے اور تفریق و تقسیم سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَنْرَقُو“<sup>31</sup>۔ اور اللہ کی رسی کو مغضوب طلبی سے تحام لو اور فرقہ فرقہ مت بنو۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے بھی امت کو باہمی تنازعات سے منع فرمایا: ”فَلَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْنَ كُفَّارًا أَوْ حُضَالًا يَضْرِبُ بَعْضُهُمْ رِقَابَ بَعْضٍ“<sup>32</sup>۔ ”میرے بعد کافر یا گمراہ نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردان مارنے لگو،“ یہ چیلنجز صرف سطحی نہیں، بلکہ فکری، نظریاتی اور تہذیبی سطح پر امت کو کمزور کر رہے ہیں۔

### استشراق (Orientalism)

مستشرقین کی اسلام پر کی گئی تحقیقات اکثر جانبداری پر مبنی تھیں، جن میں علمی انصاف کے بجائے تعصب اور استعماری مفادات کا فرمان نظر آتے ہیں، استشرافتی اظریچر کا بڑا حصہ اسلام کی حقیقی تعلیمات اور روح کو سمجھنے کے بجائے اس میں شکوک و شبہاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ مسلمانوں کی نسل نو کو اپنے دین سے منحرف کیا جائے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے ناسیجہ مسلمان مستشرقین کے دائم فریب میں پھنس گئے۔ اس بارے میں مولانا ابوالحسن ندویؒ فرماتے ہیں: ”یورپ سے تعلیم پا کر آنے والے عرب فضلاء کی حالت یہ تھی کہ مغربی روح ان کے اندر پوری طرح سرایت کر پچھی تھی، وہ اسی کے دماغ سے سوچتے تھے، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اسی کے پھیپھڑوں سے سانس لیتے تھے، وہ اپنے مستشرق اساتذہ کی صدائے بازگشت بن کر وہی خیالات و نظریات پورے یقین و دلوث اور پورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ اپنے ملک میں پھیلانے کی کوشش کرتے“<sup>33</sup>۔

### تنصیر (Christian Missionary Work)

عیسائی مشرقی تنظیموں نے تعلیم، صحت اور فلاح کے شعبوں میں بظاہر خیر خواہی کے ساتھ قدم رکھ کر مسلمانوں میں عیسائیت کے فروع کی منظم کوشش کی۔ قدرتی آفات، جنگوں اور معاشری بحرانوں کے دوران متأثرہ مسلمانوں کو جذباتی اور مادی امداد کے ذریعے اپنی طرف مائل کیا گیا۔ ان سرگرمیوں کا اصل ہدف وہ مسلمان تھے جو غربت، جہالت یا پسمندگی کا شکار تھے، کیونکہ یہ طبقہ دعوت تنصیر کے لیے سب سے زیادہ کمزور اور متأثر پذیر ثابت ہوتا ہے۔ یہ عمل فلاح کے نام پر عقلائد کو تبدیل کرنے کی ایک خاموش مگر گہری سازش تھی۔

## فکری یلغار کا ندارک: حل اور لائحہ عمل

موجودہ فکری یلغار کا مقابلہ صرف اسی وقت مؤثر ہو سکتا ہے جب مسلم معاشرے خود فکری طور پر بیدار ہوں اور اپنے علمی و تہذیبی ورثے کو شعوری طور پر اپنائیں۔ اس مقصد کے لیے سب سے پہلا قدم دینی تعلیم کا فروغ ہے، تاکہ نئی نسل اسلام کے بنیادی عقائد، احکام اور تاریخ سے واقف ہو اور کسی فکری یا نظریاتی حملے کے سامنے مضبوطی سے کھڑی ہو سکے۔ سیرت نبوی ﷺ اور قرآن مجید کو اجاگر کیا جائے تاکہ وہ فکری تکنیک، الحاد اور بے دینی کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ اسی طرح، میڈیا اور تعلیمی اداروں کے محاذ پر متحرک ہونا وقت کی ایک بڑی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے ذرائع ابلاغ، فلم، سوشنل میڈیا اور صحافت میں اسلامی فکر اور تہذیب کو معیاری انداز میں پیش کریں اور تعلیمی نصاب کو اسلامی تناظر میں ترتیب دے کر نوجوانوں کی فکری تربیت کریں۔ اسلامی تہذیب کی حفاظت اور اشاعت کے لیے منظم کوششیں کی جائیں۔ اس میں اسلامی ثقافت، زبان، تاریخ، اخلاق اور روایات کی ترویج شامل ہو، اور ایسے علمی، فکری اور دعوتی ادارے قائم کیے جائیں جو عالمی سطح پر اسلام کی اصل تصویر پیش کریں اور استرشادی پروپیگنڈے کا مدل جواب دیں۔ یہ تمام اقدامات صرف انفرادی نہیں، بلکہ اجتماعی اور ریاستی سطح پر کیے جانے چاہئیں تاکہ فکری خود مختاری حاصل کی جاسکے اور امت مسلمہ اپنی شناخت، عقیدہ اور تہذیب پر فخر کے ساتھ قائم رہ سکے۔

### تجاویز و سفارشات

- عصر حاضر میں امت کو درپیش سماجی، فکری اور تہذیبی چینبزیر سے نمٹنے کے لیے سیرت طیبہ اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں چند تجویز پیش کی جاتی ہیں تاکہ امت اس پر عمل پیرا ہو کر اپنا کھوئی عزت اور وحدت کو حاصل کر سکے۔
- زندگی کے ہر پہلو میں قرآن و سنت کو رہنمایا جائے، جس کے لیے تعلیمی اداروں، میڈیا اور مساجد میں قرآن مجید کو فروغ دیا جائے۔ اور سیرت طیبہ کو نصاب میں مرکزی اور مستقل حصہ بنایا جائے۔
- مسلم ممالک عصری علوم اور جدید ٹکنالوژی کے فروغ کے لیے تعلیمی اشتراک قائم کریں اور نوجوانوں کو اسکالر شپ فراہم کریں
- رسول اللہ ﷺ نے علم کو امت کی بقا کی بنیاد قرار دیا۔ غزوہ بدرا کے قیدیوں سے فدیہ کی بجائے تعلیم کی شرط مقرر کی گئی، جو علم کی اہمیت پر واضح دلیل ہے۔
- نوجوانوں کو امانت، اخلاص اور حکمت کی تربیت دی جائے، معاشرے سے کرپٹ، خود غرض اور بے بصیرت قیادت کا شعوری بائیکاٹ کیا جائے۔
- سوشنل میڈیا پر الحاد، دہرات، فاشی و عریانی اور فرقہ واریت کا سد باب کیا جائے، مسلم افواج کی کردار کشی اور پروپیگنڈے کی حوصلہ شکنی کی جائے اور باصلاحیت نوجوانوں کو سچ، اتحاد اور محبت کے پیغام کو عام کرنے کی ترغیب دی جائے۔
- علامہ اقبال کے افکار کو تعلیمی اداروں میں فروغ دیا جائے۔

## علم اسلام کو در پیش معاشری چیلنجز اور ان کا حل

دور حاضر میں سیاسی، سماجی مسائل کی طرح امت کو معاشری عدم استحکام کا بھی سامنا ہے، اسلامی ممالک کی اکثریت قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود غربت، بے روزگاری، کرپشن اور معاشری غلامی کا شکار ہیں، زر سیال (پیڑوں) معدنی وسائل، اہم بند رگا ہیں اور جغرافیائی وقوع میں اہم مقام رکھنے والا عالم اسلام عالمی سودی اداروں کا مقر و خص اور مر ہون ہے، اس صورت حال میں سیرت طیبہ ایسا روشن یینار اور مشعل را ہے جو ہمیں عالمی اداروں کی معاشری غلامی سے راہ نجات دے سکتی ہے۔

معاشری چیلنجز کی نوعیت، ان کی تفصیل اور سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ان کا تدارک سرمایہ داری اور اشتراکیت کے درمیان ایک متوازن اور معقول اسلامی معاشری نظام ہونے کے باوجود اسلامی دنیا میں ایک طرف چند خاندان بے پناہ دولت کے مالک ہیں تو دوسری جانب کروڑوں لوگ بنیادی ضروریات زندگی سے محروم ہیں، وسائل کی یہ غیر منصفانہ تقسیم غربت کو اور طبقاتی تفریق کو بڑھا رہی ہے۔ اسلام کا معاشری نظام صدقات واجبه کے ذریعے وسائل اور مال کو چند افراد تک محدود رکھنے سے روکتا ہے نیز قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "کُنْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ" <sup>34</sup> - "تاکہ دولت تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتی رہے" - یہ آیت ایک بنیادی اصول فراہم کرتی ہے کہ دولت کی گردش صرف امیروں کے درمیان محدود نہ ہو بلکہ معاشرے کے تمام طبقات تک پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے انصار و مهاجرین کے درمیان مواغات قائم کر کے وسائل کی تقسیم کا عملی نمونہ پیش کیا۔ آپ ﷺ ہر فرد کی بنیادی ضروریات کی فراہمی کو یقینی بناتے تھے۔

### سودی نظام کا تسلط

علم اسلام کی معيشت کا مدارزیادہ تر سودی مالیاتی اداروں سے وابستہ ہیں، سودا ایک ناسور ہے جسے قرآن میں اللہ اور اس کے رسول ساتھ اعلان جنگ قرار دیا گیا ہے، اس کے باوجود مسلم ممالک کے بینک، قرضہ اور بجٹ سود کے آسے پر چلتے ہیں۔

### بے روزگاری اور غربت

تعلیم یافتہ نوجوان بے روزگار ہیں، ہنرمند طبقہ موافق سے محروم ہے اور کروڑوں افراد خط غربت سے نیچ زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ صرف ایک اقتصادی مسئلہ نہیں بلکہ سماجی اور اخلاقی بحران بھی ہے۔ ایک صحابی غربت کی شکایت لے کر آئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمہارے پاس کچھ ہے؟ صحابی نے کہا: "ایک چادر اور ایک پیالہ ہے" آپ ﷺ نے وہ سامان منگوا کر نیلام کروایا، کچھ رقم سے کھانے کا بندوبست کیا اور باقی رقم سے کلہڑی خرید کر انہیں لکڑیاں کامنے کا مشورہ دیا، <sup>35</sup>

یہ واقعہ اجتماعی طور پر روزگار کے موقع فراہم کرنے کی دلیل ہے۔ انفرادی طور پر محنت اور مشقت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى" <sup>36</sup>

"انسان جس چیز کی محنت کرتا ہے وہی اسے ملے گا"

### محنت، دیانت اور امانت کی تلقین

سیرت رسول ﷺ میں تجارت، محنت، دیانت اور انصاف کو معیشت کی بنیاد قرار دیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ حَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدِهِ" <sup>37</sup>

"انسان نے کبھی اس سے بہتر کھانا نہیں کھایا جو اس نے اپنے ہاتھ کی محنت سے کھایا ہو"۔

### قدرتی وسائل کا ضیاع اور بیرونی انحصار

تیل، گیس، معدنیات اور زراعت جیسے وسائل رکھنے کے باوجود مسلم دنیا انہیں قابل استعمال بنانے کے لیے مغرب پر انحصار کرتی ہے، ہم خام مال بیچ کر تیار شدہ اشیاء مہنگے داموں میں خریدتے ہیں۔ جبکہ ہمیں اسلام وسائل سے استفادہ کرنے اور خود کفیل ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ "اور ہم نے اسے (داود کو) زرہ بنانے کا ہنر سکھایا تاکہ وہ تمہیں جنگ کے وقت بچا سکیں" <sup>38</sup>۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "بے شک اللہ ایسے آدمی کو پسند کرتا ہے جو کوئی کام کرے اور تو اسے خوب محنت اور عمدگی سے کرے" <sup>39</sup>۔

### کرپشن اور بد عنوانی

عوای فنڈز کا غلط استعمال، رشوٹ، نیکس چوری، اقربا پروری جیسے عوامل معاشری ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ مالیاتی بد عنوانی نے ریاستی اداروں کو کمزور کر دیا ہے۔ تجارت میں اخلاقی اصولوں کی پابندی: رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ، دھوکہ دہی، ذخیرہ اندوزی، اور کم تولنے سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔" <sup>40</sup>

### استعماری اور سامراجی طاقتلوں کا معاشری دباؤ

بین الاقوامی مالیاتی ادارے (IMF, World Bank) اسلامی ممالک کو ایسی شرائط پر قرض دیتے ہیں جن سے معاشری آزادی متاثر ہوتی ہے۔ مغرب کی اقتصادی اجرہ داری مسلم دنیا کو خود مختار پالیسیوں سے روکتی ہے۔

### کفایت شعاری اور اسراف سے اجتناب

اسلامی تعلیمات میں اسراف سے اجتناب اور کفایت شعاری کی ترغیب دی گئی ہے۔ اگر قرآن و سنت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سادگی کو نہیا نت پسند فرماتا ہے۔ ہمارے پیغمبر ﷺ کی زندگی میں سادہ زندگی بسر کرنے کی اعلیٰ مثال ہے۔ فضول خرچی سے اجتناب کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ قرآن میں بھی اسراف کرنے والوں کو شیطان کے بھائی قرار دیا گیا ہے۔ <sup>41</sup>

## جدید دور کے لیے سیرت کے معاشری اصولوں کا اطلاق

### اسلامی بینکاری اور مالیاتی نظام

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں سود سے پاک بینکاری کا قیام ممکن ہے۔ آج کئی اسلامی ممالک میں اسلامی مالیاتی ادارے قائم ہو چکے ہیں، جنہیں مزید وسعت دینا و وقت کی اہم ضرورت ہے۔

### اسلامی معاشری ماؤل

نہ سرمایہ دارانہ نظام اور نہ ہی سو شلسٹ معیشت، بلکہ اعتدال پر مبنی اسلامی نظام ہی وہ را ہے جو دولت کی گردش کو تیقینی بناتا ہے۔

### تعلیم، ہنر مندی اور خود کفالت

رسول اللہ ﷺ نے تعلیم اور ہنر کو معیشت کی بنیاد قرار دیا۔ آج کی مسلم دنیا کو تعلیم یافتہ، ہنر مند اور خود کفیل بننے کی ضرورت ہے تاکہ مغربی انحصار ختم ہو۔

### خلاصہ بحث:

دور حاضر میں سیاسی، سماجی مسائل کی طرح امت کو معاشری عدم استحکام کا بھی سامنا ہے، اسلامی ممالک کی اکثریت قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود غربت، بے روزگاری، کرپشن اور معاشری غلامی کا شکار ہیں، زریال (پیڑوں) معدنی وسائل، اہم بندراگیں اور جغرافیائی و قوع میں اہم مقام رکھنے والا عالم اسلام غالباً سودی اداروں کا مقروض اور مر ہون ہے، اس صورت حال میں سیرت طیبہ ایسا روشن میتار اور مشعل را ہے جو ہمیں غالباً اداروں کی معاشری غلامی سے راہِ نجات دے سکتی ہے۔

علم اسلام کو در پیش معاشری چیلنجز نہایت سنجیدہ اور دیر پاؤ نعیت کے ہیں۔ لیکن اگر ہم سیرت طیبہ ﷺ کو اپنائیں، تو نہ صرف معاشری استحکام حاصل کر سکتے ہیں، بلکہ دنیا کے لیے ایک مثالی نظام بھی قائم کر سکتے ہیں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم اخلاص کے ساتھ اسلامی تعلیمات کو اپنی ذاتی، معاشرتی اور ریاستی زندگی کا حصہ بنائیں۔

- عصر حاضر میں امت کو در پیش سماجی، فکری اور تہذیبی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے سیرت طیبہ اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں تاکہ امت اس پر عمل پیرا ہو کر اپنا کھوئی عزت اور وحدت کو حاصل کر سکے۔

- زندگی کے ہر پہلو میں قرآن و سنت کو ہنما بنا یا جائے، جس کے لیے تعلیمی اداروں، میڈیا اور مساجد میں قرآن فہمی کو فروغ دیا جائے۔ اور سیرت طیبہ کو نصاب میں مرکزی اور مستقل حصہ بنایا جائے۔
- مسلم ممالک عصری علوم اور جدید ٹکنالوجی کے فروغ کے لیے تعلیمی اشتراک قائم کریں اور نوجوانوں کو اسکا ر شپ فراہم کریں

رسول اللہ ﷺ نے علم کو امت کی بقا کی بنیاد قرار دیا۔ غزوہ بدربکے قیدیوں سے فدیہ کی بجائے تعلیم کی شرط مقرر کی گئی، جو علم کی اہمیت پر واضح دلیل ہے۔

- نوجوانوں کو امانت، اخلاص اور حکمت کی تربیت دی جائے، معاشرے سے کپٹ، خود غرض اور بے بصیرت قیادت کا شعوری باہیکاٹ کیا جائے۔
- سو شل میڈیا پر الماد، دہریت، فاشی و عریانی اور فرقہ واریت کا سد باب کیا جائے، مسلم افواج کی کردار کشی اور پروپیگنڈے کی حوصلہ ٹھکنی کی جائے اور باصلاحیت نوجوانوں کو تجھ، اتحاد اور محبت کے پیغام کو عام کرنے کی ترغیب دی جائے۔
- علامہ اقبال کے افکار کو تعلیمی اداروں میں فروغ دیا جائے۔

### تجاویز و سفارشات

مذکورہ بالا گفتگو کو مد نظر رکھتے ہوئے آخر میں درج ذیل تجویز اور سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

- عالم اسلام کو سودی نظام کو ترک کر کے اسلامی مالیاتی نظام کو اپنانا چاہئے۔
- تعلیم اور ہنر کو ترقی کا محور اور مرکزی ستون بنایا جائے۔
- بد عنوانی کے خاتمے کے لیے اخلاقی اور قانونی اقدامات کیے جائیں۔
- بیت المال کے نظام کو فعال اور شفاف بنایا جائے۔
- قدرتی وسائل سے براہ راست مستفید ہونے کے لیے سرمایہ کاری کی جائے۔
- بیرونی اداروں پر انحصار ختم کر کے داخلی خود مختاری کو فروغ دیا جائے۔

## حوالہ جات

<sup>1</sup>: النساء-65

Al-Nisa:3- 65

<sup>2</sup>: امام مالک بن انس، موطا امام مالک، باب النبی عن القول بالقدر حدیث 1620 (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1998) Imām Mālik b. Anas, \*Al-Muwattā\*, “Book: Prohibition of Speaking about Qadar,” Ḥadīth 1620 (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998).

<sup>3</sup>: امام ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة، حدیث 2687 (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1998). Imām al-Tirmidhī, Al-Jāmi‘ al-Sahih, Kitāb al-‘Ilm, “Chapter: What Has Been Reported about the Superiority of Fiqh over Worship,” Ḥadīth 2687 (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998).

<sup>4</sup>: ترجمہ، الجامع الصحیح، حدیث: 2687

Translation of Al-Jāmi‘ al-Sahih, Ḥadīth 2687

<sup>5</sup>: مائدہ: 44-5

Al-Mā’idah 5- 44

<sup>6</sup>: النور: 55-24

Al-Nūr, 24- 55

<sup>7</sup>: احمد بن حنبل۔ مندرجہ بن حنبل۔ لاہور، مکتبہ اسلامیہ، حدیث: 18406-18406 Ahmad b. Ḥanbal, Musnad Aḥmad, Lahore: Maktabah Islāmiyyah, Ḥadīth 18406

<sup>8</sup>: آل عمران: 3- 159

Āl ‘Imrān, verse:3- 159.

<sup>9</sup>: انحل: 90-16

. Al-Nahl, verse 16- 90.

<sup>10</sup>: مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الامارة، حدیث نمبر: 1827، بیروت: دار احياء ارث اعرابی. Muslim b. al-Hajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Imārah, Ḥadīth 1827, Beirut: Dār Ihyā’ al-Turāth al-‘Arabī

<sup>11</sup>: مبارکپوری، صفائی الرحمان، مولانا، ارجمند المختوم، مکتبہ سلفیہ لاہور، 2000- ص: 258. Ṣafī al-Rāḥmān Mubārakpūrī, Al-Rahīq al-Makhtūm, Lahore: Maktabah Salfiyyah, 2000, p. 258.

<sup>12</sup>: محمد بن اساعلیں البخاری، الجامع الصحیح (صحیح بخاری)، کتاب الحدود، باب من ارتد، حدیث نمبر 233، ریاض: دارالسلام، 1999. Muḥammad b. Ismā‘il al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Ḥudūd, “Chapter: One Who Apostatizes,” Ḥadīth 233, Riyadh: Dār al-Salām, 1999

<sup>13</sup>: الانفال: 8- 72

Al-Anfāl, 8-72.

<sup>14</sup>: منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، قاضی، رحمۃ للعلیین، ج: 1، ص: 107، سجان پبلیکیشنز 2012-2012 Qaḍī Muḥammad Sulaymān Salmān Maṇṣūrpūrī, Rahmatun lil-‘Ālamīn, vol. 1, p. 107, Subḥān Publications, 2012

<sup>15</sup>: مبارکپوری، صفائی الرحمان، مولانا، ارجمند المختوم، ص: 670-670. Ṣafī al-Rāḥmān Mubārakpūrī, \*Al-Rahīq al-Makhtūm, p. 670.

<sup>16</sup>: المحتنہ: 8-60

. Al-Mumtaḥanah:60- 8.

<sup>17</sup>: منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، قاضی، رحمہ اللہ علیہ، ج: 1، ص: 151، سجن پبلکیشن، 2000

Qađī Muḥammad Sulaymān Salmān Maṇṣūrpūrī, Raḥmatun lil-‘Ālamīn, vol. 1, p. 151,  
Subhān Publications, 2000

<sup>18</sup>: مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، حدیث نمبر: 817، بیروت: دار احیاء التراث العربي،

Muslim b. al-Hajjāj, Ṣahīḥ Muslim, Kitāb Ṣalāt al-Musāfirīn, ḥadīth 817, Beirut: Dār Ihyā’ al-Turāth al-‘Arabī.

<sup>19</sup>: آل عمران: 3-103

Āl ‘Imrān: 3-103

<sup>20</sup>: محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحيح (صحیح بخاری)، کتاب العلم، حدیث نمبر 59، ریاض: دارالسلام، 1999

. Muḥammad b. Ismā‘īl al-Bukhārī, Ṣahīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-‘Ilm, ḥadīth 59, Riyadh: Dār al-Salām, 1999.

<sup>21</sup>: محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحيح (صحیح بخاری)، کتاب الصلاة، حدیث نمبر 481، ریاض: دارالسلام، 1999

Muhammad b. Ismā‘īl al-Bukhārī, Ṣahīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Ṣalāh, ḥadīth 481, Riyadh: Dār al-Salām, 1999

<sup>22</sup>: ندوی، ابو الحسن ندوی، مولانا، ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش، ص: 17، مجلس نشریات اسلام کراچی۔ س-ن۔

Abul Ḥasan ‘Alī Nadwī, Mamālik meñ Islamiyyat aur Maghribiyat kī Kashmakash, p. 17,  
Majlis Nashriyat-e-Islām, Karachi, n.d.

<sup>23</sup>: الرعد: 13-11

Al-Ra‘d: 13-11.

<sup>24</sup>: ندوی، ابو الحسن ندوی، مولانا، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر، ص: 354، مجلس نشریات اسلام کراچی۔ س-ن۔

. Abul Ḥasan ‘Alī Nadwī, Insānī Duniyā par Musalmānon ke ‘Urūj wa Zawāl kā Asar, p. 354,  
Majlis Nashriyat-e-Islām, Karachi, n.d.

<sup>25</sup>: المائدہ: 5-32

Al-Mā’idah: 5-32.

<sup>26</sup>: البقرة: 2-143

Al-Baqarah : 2-143

<sup>27</sup>: الحجۃ: 27-49

Al-Hujurāt 10.

<sup>28</sup>: محمد اقبال، بانگ درا، "خطاب بہ جوانانِ اسلام" (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، تاریخ نہدارد)، صفحہ: 297۔

Muhammad Iqbāl, Bāng-e Darā, "Khīṭāb ba-Jawānān-e Islām" (Lahore: Iqbal Academy  
Pakistan, n.d.), p. 297.

<sup>29</sup>: المائدہ: 5-2

Al-Mā’idah: 5- 2.

<sup>30</sup>: ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سمعان بن ابی داؤد، باب فی الْعَصْبِيَّةِ، حدیث نمبر 5121 (ریاض: دارالسلام، 2008)۔

Abū Dāwūd Sulaymān b. al-Ash‘ath al-Sijistānī, Sunan Abī Dāwūd, "Chapter on Tribalism,"  
Ḥadīth 5121 (Riyadh: Dār al-Salām, 2008).

<sup>31</sup>: آل عمران: 3-103

Āl ‘Imrān: 3-103.

<sup>32</sup>: مسلم، الجامع الصحيح (صحیح مسلم)، کتاب الایمان، حدیث نمبر 4383 (ریاض: دارالسلام، 2000)، جلد 1، صفحہ 130۔

Imām Muslim, Ṣahīḥ Muslim, Kitāb al-Īmān, ḥadīth 4383 (Riyadh: Dār al-Salām, 2000), vol.  
1, p. 130.

<sup>33</sup>: بنوی، ابو حسن ندوی، مولانا، مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کھاش، ص: 147، مجلس نشریات اسلام، کراچی 1999ء۔

Abul Ḥasan ‘Alī Nadwī, Muslim Mamālik meñ Islamiyyat aur Maghribiyyat kī Kashmakash, p. 147, Majlis Nashriyāt-e-Islām, Karachi, 1999.

<sup>34</sup>: الحشر 7-59

Al-Hashr: 59- 7.

<sup>35</sup>: ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سخنابی داؤد، کتاب الزکۃ، حدیث نمبر 1641 (ریاض: دارالسلام، 2008)۔

Abū Dāwūd, Sunan Abī Dāwūd, Kitāb al-Zakāh, ḥadīth 1641 (Riyadh: Dār al-Salām, 2008).

<sup>36</sup>: انجم 39-53

Al-Najm: 53-39.

<sup>37</sup>: بخاری، محمد بن اسحاق، ابو عبد الله، شیخ بخاری، حدیث: 2072 (بیروت: دار ابن کثیر، 1987)۔

Muhammad b. Ismā‘il al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, ḥadīth 2072 (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1987).

<sup>38</sup>: سبا 10-34

Saba': 34-10.

<sup>39</sup>: الطبرانی، مجمع الاوسيط، حدیث نمبر 898، دار الحرمین، 1995۔

Al-Ṭabarānī, Al-Mu‘jam al-Awsa, ḥadīth 898, Dār al-Haramayn, 1995.

<sup>40</sup>: مسلم بن الحجاج . شیخ مسلم، باب قول النبی ﷺ: من عشنا فليس منا. بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1991، حدیث نمبر: 284.

Muslim b. al-Hajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, “Chapter: The Saying of the Prophet ﷺ ‘Whoever deceives us is not from us’,” ḥadīth 284, Beirut: Dār Ihyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1991.

<sup>41</sup>: اسراء 27-17

. Al-Isrā’ 17- 27.